

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین

دیوبند کی طرف منسوب فتویٰ میں جو غلطیاں ہوئی ہیں اسکی طرف تنبیہ

غلطی نمبر (۱)

(زنا کار لوگ تعلیم قرآن پر اجرت لینے والوں سے پہلے جنت میں جائیں گے) معترض نے اس قول کو حضرت مولانا سعد صاحب کا قول سمجھ کر مولانا پر گمراہی کا فتویٰ لگا دیا حالانکہ یہ قول تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے جو خلیفہ راشد ہیں جنکی سنتوں پر چلنے کی وصیت امت کو رسول اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔ جنکے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر نبی ہوتے یہ حضرت عمر کا قول توحیۃ الصحابہ (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۳۳) ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے: یا اھل العلم والقرآن لا تأخذوا العلم والقرآن ثمناً فتسبکم الزناۃ الی الجنة (کنز العمال) اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول حدیث مرفوع کے حکم میں ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے حکم میں ہے کیونکہ یہ غیب کی خبر ہے اور غیب کی خبر بغیر وحی کے حاصل نہیں ہوتی ہے کیونکہ کوئی بھی صحابی غیب کی خبر یعنی آخرت کے حالات کے بارے میں اپنے اجتہاد سے کوئی بات نہیں کہہ سکتے ہیں اور اس قول کو بیان کرنے کی بنا پر مولانا سعد صاحب پر گمراہی کا فتویٰ لگانا دراصل یہ فتویٰ ان لوگوں پر بھی لگتا ہے جو اس قول کے قائل ہیں اور (یقیناً ان شاء اللہ) مولانا ارشد مدنی صاحب اور مفتی ابوالقاسم صاحب اور مفتی سعید پالنپوری صاحب نے جان بوجہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گمراہی کا فتویٰ لگانے کا سبب نہیں بنے ہیں بلکہ فتویٰ لینے والوں کی یہ چالاکی ہے کہ غلط بیانی سے فتویٰ لیا ہے لیکن یہ بات ضرور ہے کہ فتویٰ دینے میں عجلت نہیں کرنی چاہئے تھی کسی پر حکم لگانے سے پہلے اس سے تحقیق کرنی چاہئے تھی خاصکر خبر جب مخالف دشمن کی طرف سے آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (باقی غلطیاں آئندہ ملاحظہ فرمائیں یا خود فتویٰ کا جواب کا مطالعہ کر لیں جو حضرت مولانا سلمان صاحب سہارنپوری کی نگرانی میں علماء اور محدثین کی جماعت نے دیاساری غلطیاں معلوم ہو جائیں گی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین

دیوبند کی طرف منسوب فتویٰ میں جو غلطیاں ہوئی ہیں اسکی طرف تنبیہ

غلطی نمبر (۲)

آیت قرآنی (اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ فَانْسَاہُ الشَّیْطَانُ ذِکْرَ رَبِّہِ

فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ) کی حضرت مولانا سعد صاحب نے اس

کی تفسیر یہ فرمائی کہ مدت قید کے دراز ہونے کا سبب بادشاہ کے یہاں عرضی

لگوانا بنا کہ یوسف علیہ السلام کی شان نبوت اس سے بہت ہے کہ غیر اللہ سے

ذرا سی بھی امید رکھی جائے۔

معارض نے اس تفسیر کے بارے میں یہ گمان کیا کہ مولانا نے اپنی عقل سے یہ

تفسیر کی ہے اور اس تفسیر کو غلط قرار دیکر حضرت مولانا سعد صاحب پر گمراہی کا

اور نبی کی شان میں گستاخی کا بھتان باندھا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تفسیر تور سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے جو

اصل مفسر قرآن ہیں اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ

میرے بہائی یوسف پر رحم کرے اگر (اس قیدی سے سفارش کا

معروضہ پیش نہ کرتے تو اتنا لمبا زمانہ قید میں نہ رہتے) اور اسکے
 اس کے راوی بھی امت کے سب سے بڑے مفسر قرآن ہیں یعنی حضرت ابن
 عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ تفسیر رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے اور یہ تفسیر تو حضرت انس رضی اللہ عنہ
 سے بھی منقول ہے اور عکرمہ جو حضرت ابن عباس کے شاگرد ہیں حضرت
 مجاہد جو مشہور مفسر قرآن ہیں اور حضرت ابو بکر بن عیاش نے علامہ الکلبی سے
 بھی نقل کیا ہے اور یہ تفسیر اکثر مفسرین نے کی ہے عربی کی آنے والی عبارات
 سے معلوم ہوتا ہے (یقیناً ان شاء اللہ) مولانا رشید مدنی صاحب اور مفتی
 ابوالقاسم صاحب اور مفتی سعید پالنپوری صاحب نے جان بوجہ کر ان سارے
 مفسرین پر گمراہی کا فتویٰ لگانے کا سبب نہیں بنے ہیں بلکہ فتویٰ لینے والوں کی یہ
 چالاکی ہے کہ غلط بیانی سے فتویٰ لیا ہے لیکن یہ بات ضرور ہے کہ فتویٰ دینے
 میں عجلت نہیں کرنی چاہئے تھی کسی پر حکم لگانے سے پہلے اس سے تحقیق کرنی
 چاہئے تھی خاصکر خبر جب مخالف دشمن کی طرف سے آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 فتویٰ کی غلطیوں کو واضح کرنے کی ضرورت اس لئے پڑ رہی ہے کہ اس فتوے نے
 علماء اہل سنت کو دو حصوں میں منقسم کر دیا ہے اور امت مسلمہ کے تکرڑے

تکڑے کر دیے ہیں ہر مسجد میں جھگڑا ہر گھر میں جھگڑا پیدا کر دیا ہے حسبنا اللہ

و نعم الوکیل

اس فتوے کو صحیح ماننا سارے مفسرین کو گمراہ قرار دینے کے مانند ہے اور

احادیث نبویہ پر اعتراض کرنا ہے

دلائل

وفی تفسیر الخازن لباب التأویل فی معانی التنزیل (۲/ ۵۳۰)

والقول الثاني: وهو قول أكثر المفسرين أن هاء الكناية ترجع إلى يوسف، والمعنى أن الشيطان أنسى يوسف ذكر ربه عز وجل حتى ابتغى الفرج من غيره واستعان بمخلوق مثله في دفع الضرر وتلك غفلة عرضت ليوسف عليه السلام فإن الاستعانة بالمخلوق في دفع الضرر جائزة إلا أنه لما كان مقام يوسف أعلى المقامات ورتبته أشرف المراتب وهي منصب النبوة والرسالة لا جرم صار يوسف مؤاخذا بهذا القدر فإن حسنات الأبرار سيئات المقربين.

فإن قلت كيف تمكن الشيطان من يوسف حتى أنساه ذكر ربه.

قلت يشغل خاطر وإلقاء الوسوسة فإن قد صح في الحديث «إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم» فأما النسيان الذي هو عبارة عن ترك الذكر وإزالته عن القلب بالكلية فلا يقدر عليه.

وفی التفسیر البسيط (۱۲/ ۱۲۵)

وروى الحسن أن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: "رحم الله يوسف، لولا الكلمة التي قالها: {اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ} ما لبث في السجن طول ما لبث" (رواه الطبري ۱۲/ ۲۲۳، وأحمد في "الزهد" وابن أبي حاتم ۷/ ۲۱۴۸، وابن

المنذر وأبو الشيخ كما في "الدر" ۴/ ۳۷، الثعلبي ۷/ ۸۴ ب، الرازي في ۱۸/ ۱۵۰).

وفی البرهان فی علوم القرآن للإمام الحوفي - سورة يوسف (ص: ۲۰۱)

روي عن ابن عباس أنه قال: عثر يوسف ثلاث عثرات، حين هم بها، وحين قال اذكرني عند ربك فلبث في السجن بضع سنين، وأنساه الشيطان ذكر ربه، وقال لهم: {تَنَكَّمُ لَسَارِقُونَ}

وفی تفسیر مقاتل بن سلیمان (۲/ ۳۳۵)

يقول الله: فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ يعني يوسف دعاء ربه «فلم يدع يوسف ربه الذي في السماء» «۱» «ليخرجه من السجن واستغاث بعبد مثله يعني الملك فأقره الله في السجن عقوبة حين رجا أن يخرجه غير الله- عز وجل- فذلك قوله: فَلَبِثَ فِي السَّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ

وفی تفسیر الطبري = جامع البيان ت شاكر (۱۶/ ۹۳)

حدثت عن يحيى بن أبي زائدة، عن إسرائيل، عن خصيف، عن عكرمة، عن ابن عباس: (ليسجنه حتى حين) ، عثر يوسف عليه السلام ثلاث عثرات: حين هم بها فسجن. وحين قال: (اذكرني عند ربك) ، فلبث في السجن بضع سنين، وأنساه الشيطان ذكر ربه. وقال لهم: (إنكم لسارقون) ، فقالوا: (إن يسرق فقد سرق أخ له من قبل) .

وفي تفسير الطبري = جامع البيان ت شاکر (١١٣ / ١٦)

١٩٣١٤ - حدثنا بشر قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا سعيد، عن قتادة قال: ذكر لنا أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: لولا أن يوسف استشفع على ربه، ما لبث في السجن طول ما لبث، ولكن إنما عوقب باستشفاعه على ربه.

١٩٣١٨ - حدثني محمد بن عمرو قال، حدثنا أبو عاصم قال، حدثنا عيسى، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد قال: قال له: (اذكرني عند ربك) ، قال: فلم يذكره حتى رأى الملك الرؤيا، وذلك أن يوسف أنساه الشيطان ذكر ربه، وأمره بذكر الملك وابتغاء الفرج من عنده، فلبث في السجن بضع سنين) بقوله: (اذكرني عند ربك) .

١٩٣١٩ - حدثني المثنى قال، حدثنا أبو حذيفة قال، حدثنا شبل، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد، بنحوه = غير أنه قال: فلبث في السجن بضع سنين، عقوبة لقوله: (اذكرني عند ربك) .

١٩٣٢٠ - ... قال، حدثنا إسحاق قال، حدثنا عبد الله، عن ورقاء، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد، مثل حديث محمد بن عمرو، سواء.

١٩٣٢١ - حدثنا القاسم قال، حدثنا الحسين قال، حدثني حجاج، عن ابن جريج، عن مجاهد، مثل حديث المثنى، عن أبي حذيفة.

وكان محمد بن إسحاق يقول: إنما أنسى الشيطان الساقى ذكر أمر يوسف لملكهم.

١٩٣٢٢ - حدثنا ابن حميد قال، حدثنا سلمة، عن ابن إسحاق قال: لما خرج = يعني الذي ظن أنه ناج منهما = رد على ما كان عليه، ورضي عنه صاحبه، فأنساه الشيطان ذكر ذلك للملك الذي أمره يوسف أن يذكره، فلبث يوسف بعد ذلك في السجن بضع سنين. يقول جل ثناؤه: فلبث يوسف في السجن، لقلبه للناجي من صاحبي السجن من القيل: "اذكرني عند سيدك"، بضع سنين، عقوبة له من الله بذلك.

وفي تفسير ابن أبي حاتم، الأصيل - مخرجا (٢١٥٠ / ٤)

١١٦٤٣ - حَدَّثَنَا أَبِي، ثنا مُنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ، ثنا أَبُو سَعِيدٍ بْنُ أَبِي الْوَضَّاحِ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "عُوقِبَ يُوسُفُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، الثَّانِيَةَ: فَلَقَوْلِهِ: {اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ} [يوسف: ٤٢] : {فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ} [يوسف: ٤٢] عُوقِبَ بِطُولِ الْحَبْسِ "

وفي تفسير السمرقندي = بحر العلوم (١٩٤ / ٢)

وروى معمر عن قتادة أنه قال: بلغني أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لَوْ لَمْ يَسْتَعِنْ يُوسُفُ عَلَى رَبِّهِ، لَمَا لَبِثَ فِي السِّجْنِ طَوْلَ مَا لَبِثَ» عزاه السيوطي: ٥٤١ / ٤ إلى ابن جرير وأبي الشيخ.

وفي تفسير القرآن العزيز لابن أبي زمنين (٣٢٤ / ٢)

{وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ} أَي: اذْكُرْ أَمْرِي عِنْدَ سَيِّدِكَ - يَعْنِي: الْمَلِكُ {فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ} يَعْنِي: يُوسُفَ حِينَ رَغِبَ إِلَى السَّاقِي أَنْ يَذْكُرَهُ عِنْدَ الْمَلِكِ، وَذَلِكَ بَعْدَ مَا لَبِثَ فِي السِّجْنِ خَمْسَ سِنِينَ يَتَضَرَّعُ إِلَى اللَّهِ وَيَدْعُوهُ {فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ} قَالَ قَتَادَةُ: لَبِثَ فِي السِّجْنِ بَعْدَ قَوْلِهِ: {اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ} سَبْعَ سِنِينَ عُوقِبَ لِقَوْلِهِ ذَلِكَ

وفي الهداية الى بلوغ النهاية (٣٥٤٢ / ٥)

(قال النبي صلى الله عليه وسلم: " لولا كلمة يوسف، ما لبث في السجن ما لبث " يعني قوله: {اذكرني عند ربك} أي: عند سيدك.

قال ابن دينار لما قال يوسف للساقى: {اذكرني عند ربك}. قيل: يا يوسف اتخذ [ت] من دوني وكيلاً، لأطيل حبسك. فبكى يوسف، وقال: يا رب: أنسى قلبي كثرة البلوى، فقلت كلمة فويل لإخوتي.

ويروى أن يوسف لما قال لصاحب الشراب: {اذكرني عند ربك} أتاها جبريل عليه السلام فعاتبه، وخرق له بجناحه سبع أرضين، إلى منتهى الصخرة التي عليها الأرض، وقوى الله، عز وجل، بصر يوسف، حتى نظر إلى نملة، على الصخرة تجر حبة.

فقال جبريل: يا يوسف لم يغفل ربك عن هذه النملة ورزقها، فكيف يغفل عنك، وأنت في السجن، حتى تشكو إلى صاحب الشراب، وتأمره بذكرك، وبذكر عذرك عند سيده. قال: فأخذ يوسف التراب فملاً به فمه، ورأسه، وقال: إلهي! أسألك بوجه أبي وجدي - قال مجاهد -: فلم يذكره الساقى حتى رأى الملك الرؤيا.

وفى التفسير الوسيط للواحدى (٦١٤ / ٢)

قال ابن عباس: لما تضرع يوسف إلى مخلوق وكان قد اقترب خروجه أنساه الشيطان ذكر ربه فلبث في السجن بضع سنين.

وفى تفسير الزمخشري = الكشف عن حقائق غوامض التنزيل (٤٤٢ / ٢)

وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنَسَاءُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السَّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ (٤٢)

ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ الظان هو يوسف إن كان تأويله بطريق الاجتهاد، وإن كان بطريق الوحي فالظان هو الشرابي، ويكون الظن بمعنى اليقين اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ صنفى عند الملك بصفتي، وقص عليه قصتي لعله يرحمني وينتاشني من هذه الورطة فَأَنَسَاءُ الشَّيْطَانُ فأنسى الشرابي ذِكْرَ رَبِّهِ أن يذكره لربه. وقيل فأنسى يوسف ذكر الله حين وكل أمره إلى غيره بضع سنين البضع ما بين الثلاث إلى التسع، وأكثر الأقاويل على أنه لبث فيه سبع سنين.

تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير (٤٦٢ / ١٨)

روي عنه عليه السلام قال: «رحم الله يوسف لو لم يقل اذكرني عند ربك ما لبث في السجن»

وعن قتادة أن يوسف عليه السلام عوقب بسبب رجوعه إلى غير الله، وعن إبراهيم التيمي أنه لما انتهى إلى باب السجن قال له صاحبه: ما حاجتك قال: أن تذكرني عند رب سوى الرب الذي قال يوسف، وعن مالك لما قال يوسف للساقى اذكرني عند ربك قيل: يا يوسف اتخذت من دوني وكيلاً لأطيل حبسك فبكى يوسف وقال: طول البلاء أنساني ذكر المولى فقلت هذه الكلمة فويل لإخوتي.

وفى تفسير القرطبي (١٨٤ / ٩)

قال ابن عباس: عثر يوسف ثلاث عثرات: حين هم بها فسجن، وحين قال للفتى: " اذكرني عند ربك " [يوسف: ٤٢] فلبث في السجن بضع سنين، وحين قال لإخوته: " إنكم لسارقون " [يوسف: ٤٠] فقالوا: " إن يسرق فقد سرق أخ له من قبل " .

وفى تفسير البيضاوي = أنوار التنزيل وأسرار التأويل (١٦٥ / ٣)

فَأَنَسَاءُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فأنسى الشرابي أن يذكره لربه، فأضاف إليه المصدر لملاسته له أو على تقدير ذكر أخبار ربه، أو أنسى يوسف ذكر الله حتى استعان بغيره، ويؤيده

قوله عليه الصلاة والسلام «رحم الله أخي يوسف لو لم يقل اذكرني عند ربك لما لبث في السجن سبعاً بعد الخمس» .

وفى تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل (١١٢ / ٢)

{وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا} الظان هو يوسف عليه السلام إن كان تأويله بطريق الاجتهاد وإن كان بطريق الوحي فالظان هو الشرابي أو يكون الظن بمعنى اليقين {اذكرني عند ربك} صنفى عند الملك بصفتي وقص عليه قصتي لعله يرحمني ويخلصني من هذه الورطة {فَأَنَسَاءُ الشَّيْطَانُ} فأنسى الشرابي {ذِكْرَ رَبِّهِ} أن يذكره لربه أو عند ربه أو فأنسى يوسف ذكر الله حين وكل أمره إلى غيره

وفى تفسير ابن كثير ت سلامة (٤ / ٣٩١)

أن الضمير في قوله: {فأنساه الشيطان ذكر ربه} عائد على الناجي، كما قال مجاهد، ومحمد بن إسحاق وغير واحد. ويقال: إن الضمير عائد على يوسف، عليه السلام، رواه ابن جرير، عن ابن عباس، ومجاهد أيضاً، وعكرمة، وغيرهم. وأسند ابن جرير هاهنا حديثاً فقال:

حدثنا ابن وكيع، حدثنا عمرو بن محمد، عن إبراهيم بن يزيد (٤) عن عمرو بن دينار، عن عكرمة، عن ابن عباس قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "لو لم يقل -يعني: يوسف -الكلمة التي قال: ما لبث في السجن طول ما لبث. حيث يبتغي الفرج من عند غير الله"

وفى الدر المنثور في التفسير بالمأثور (٤ / ٥٢٥)

وأخرج أبو الشيخ عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله {إلا أن يسجن أو عذاب أليم} قال: القيد

وأخرج أبو الشيخ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: عثر يوسف عليه السلام ثلاث عثرات: حين هم بها فسجن وحين قال: اذكرني عند ربك فلبث في السجن بضع سنين فأنساه الشيطان ذكر ربه وحين قال: إنكم لسارقون

قالوا إن يسرق فقد سرق أخ له من قبل.

(باقى غلطيان آئندہ ملاحظہ فرمائیں یا خود فتویٰ کا جواب کا مطالعہ کر لیں جو حضرت مولانا سلمان صاحب سہارنپوری کی نگرانی میں علماء اور

محدثین کی جماعت نے دیا ہے تاریخ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۸ ہجری ساری غلطیاں معلوم ہو جائیں گی)